بسم اللہ الرحمن الرحیم

محترم جناب حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب زید مجدکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

دورِ حاضر کے نت نئے مسائل کے حل کیلئے جامعہ دار العلوم کراچی اور اس کے مشائخ کرام کی مساعی کو دیکھ کر خوشی ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کوششوں کو قبول فرما کر اپنی رضا کا ذریعہ بنائے اور آپ حضرات کا سایہ ہم پر تادیر قائم فرمائے۔ آمین

گزارش یہ ہے کہ دار العلوم کراچی میں جو ٹیبلوں پر کھانے کی ترتیب ہوتی ہے اس کے بارے میں اکثر لوگ پوچھتے ہیں کہ ایسا کیوں ہے؟ اور خود بندہ کو بھی اس مسئلہ پر شرح صدر نہیں ہوتا، کیونکہ اب تک جو علم میں تھا اس کے مطابق تو زمین پر بیٹھ کر کھانا سنت بھی ہے اور آپ ﷺ کے ارشاد "آکل کما یاکل العبد" سے زیادہ مطابقت رکھتا ہے۔ ایسے میں اس افضل کو چھوڑ کر دوسرے طریقے کو اختیار کرنے کی حکمت کیا ہے؟ اگر یہ بات ذرا وضاحت کے ساتھ سامنے آجائے تو تسلی اور اطمینان کا باعث ہوگا۔

(جواب منسلکہ اوراق پر ملاحظہ فرمائیں)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب حامدا و مصلیا

میز یا ٹیبل پر کھانا فی نفسہ جائز ہے، شرعاً ممنوع نہیں ہے (لعدم دلیل المنع)، اسی طرح ٹیبل وغیرہ پر کھانا خلافِ سنّت بھی نہیں ہے، کیونکہ "خلافِ سنّت" اُس عمل کو کہا جاتا ہے جو خلافِ سنت ہونے کی بناء پر قابلِ نکیر ہو، اور اس معنیٰ میں خلافِ سنت اس عمل کو کہا جائے گا جو سننِ مؤکدہ (جنہیں سنن ہُدیٰ بھی کہتے ہیں) کے ترک پر مشتمل ہو، یعنی وہ افعال جو حضور ﷺ نے عبادت کے طور پر کئے ہیں اور ان پر مواظبت فرمائی ہے، اُن کو چھوڑ کر ان کے خلاف کوئی دوسرا طریقہ اختیار کرنا منکر ہے، لہٰذا وہ خلافِ سنّت کہلائے گا، لیکن سننِ غیر مؤکدہ (جو اگر عبادات سے متعلق ہوں تو نفل کہلاتی ہیں اور عادات سے متعلق ہوں تو سننِ عادیہ یا سننِ زوائد کہلاتی ہیں) یعنی وہ افعال جو نبی کریم ﷺ نے عبادت کے طور پر نہیں بلکہ عادۃً کئے ہیں تو ایسی سنتوں پر بنیتِ اتباع عمل کرنا بے شک باعثِ ثواب ہے، لیکن ان کا ترک شرعاً موجبِ کراہت اور قابلِ ملامت نہیں (كما في عبارة الأولى والثانية)، اس لئے اُن کے بجائے اگر کوئی اور مباح طریقہ اختیار کیا جائے تو وہ خلافِ سنّت نہیں کہلائے گا، ([1]) اور دستر خوان بچھا کر کھانا حضور ﷺ کی سننِ عادیہ میں سے ہے، جیسا کہ صحیح بخاری میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

حدثنا عبد الله بن أبي الأسود حدثنا معاذ حدثني أبي عن يونس عن قتادة عن أنس بن مالك قال ما أكل النبي على خوان ولا في سكرجة ولا خبز مرقق قلت لقتادة على ما يأكلون قال على السفر (صحيح بخاري: 2/ 158)

ترجمہ:

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے کبھی خوان (زمین سے اونچی تپائی وغیرہ) پر رکھ کر کھانا نہیں کھایا، نہ ہی کبھی چھوٹی چھوٹی رکابیوں میں کھایا اور نہ ہی آپ کیلئے کبھی چپاتی پکائی گئی، حضرت قتادہؓ سے پوچھا گیا کہ حضور ﷺ کس چیز پر رکھ کے کھانا کھاتے تھے؟ انہوں نے کہا: دستر خوان پر

(جاری ہے ---)

([1]) : جیسا کہ حکیم الامت حضرت تھانویؒ نے امداد الفتاویٰ: ۴/ ۲۲۴ میں سر پر بال رکھنے سے متعلق ایک سوال کے جواب میں تحریر فرمایا ہے:

"سنت مقصودہ وہ ہے جس کو حضور ﷺ نے بطور عبادت کیا ہے، ورنہ سنن زوائد سے ہو گا، تو بال رکھنا حضور ﷺ کا بطور عادت کے ہے نہ بطور عبادت کے، اس لئے اولیٰ ہونے میں تو شبہ نہیں، مگر اس کے خلاف کو خلاف سنت نہیں کہیں گے... الخ"

اس لئے اگر چہ یہی طریقہ یعنی دستر خوان بچھا کر زمین پر بیٹھ کر کھانا سنّت کے قریب، افضل اور باعثِ برکت و سعادت ہے اور عام حالات میں بلا حاجت اس کو ترک نہیں کرنا چاہئے، لیکن اگر کسی وجہ سے اس طریقہ کو چھوڑ کر کوئی دوسرا مباح طریقہ اختیار کرلیا جائے تو اس کو بھی ناجائز یا مکروہ نہیں کہا جائے گا، چنانچہ میز کرسی پر کھانے کا جو طریقہ اب رائج ہے یہ بھی مکروہ نہیں۔

واضح رہے کہ مذکورہ حدیث میں دستر خوان پر کھانے کے معمول کو بیان کرنے کے ساتھ یہ بھی فرمایا گیا ہے کہ آپ ﷺ نے کبھی "خوان" (زمین سے اونچی تپائی وغیرہ) پر کھانا نہیں کھایا، شرّاح حدیث نے اس کی تین وجوہ ذکر فرمائی ہیں:

۱۔۔۔ اصل وجہ تو یہی ہے کہ آپ ﷺ نے اپنے لئے کئی مصلحتوں اور حکمتوں کے پیشِ نظر زہد و قناعت اور سادگی والی زندگی کو اختیار فرمایا تھا، اس لئے آپ ﷺ نے اسے استعمال نہیں فرمایا۔ (کما فی العبارۃ الثالثۃ)

۲۔۔۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ "خوان" (زمین سے اونچی تپائی وغیرہ) استعمال کرنے کا منشاء بسا اوقات تکبر ہوتا ہے، تاکہ کھانا اونچا کرلیا جائے اور بار بار زیادہ سر جھکانا نہ پڑے اور حضور ﷺ نے کھانے کے معاملے میں بھی تواضع و عبدیت کا خصوصی اہتمام فرمایا تھا اس لئے آپ نے اپنی حیاتِ مبارکہ میں اس کے استعمال سے گریز فرمایا۔ (کما فی العبارۃ الرابعۃ)

۳۔۔۔ تیسری وجہ یہ ہے کہ اس زمانے میں عربوں میں یہ "خوان" مروّج نہیں تھا (کما فی العبارۃ الخامسۃ) اور ظاہر ہے کہ جب رواج نہیں تھا تو وہاں بآسانی دستیاب بھی نہیں ہوتا ہوگا، خصوصاً اس لئے کہ خوان پیتل وغیرہ سے بنایا جاتا تھا اور اتنا بھاری ہوتا تھا کہ اسے دو آدمی مل کر ہی اٹھا سکتے تھے، جیسا کہ اس فتوے کے آخر میں عبارت نمبر چھ میں "عمدۃ القاری" کے حوالے سے آئے گا، ظاہر ہے کہ اُس زمانے میں جبکہ اس کا رواج ہی نہیں تھا تو اس کا حاصل کرنا بھی آسان نہیں ہوگا، اس لئے آپ ﷺ نے اسے استعمال نہیں فرمایا۔

لیکن مذکورہ حدیث کی وجہ سے یہ نہیں کہا جاسکتا کہ "چونکہ آپ ﷺ نے اسے استعمال نہیں فرمایا اس لئے اب اس پر کھانا کھانا ناجائز یا خلافِ سنّت ہے"، کیونکہ حضور ﷺ کا کسی چیز کو استعمال نہ کرنا اس کے حرام یا مکروہ ہونے کی دلیل نہیں جبکہ کوئی دلیل شرعی منع کی موجود نہ ہو، مثلاً آنحضرت ﷺ نے چھوٹی رکابیاں استعمال نہیں فرمائیں یا چپاتی تناول نہیں فرمائی (جیسا کہ حضرت انس ؓ کی مذکورہ روایت میں ہے) مگر رکابیوں یا چپاتی کے استعمال کو ممنوع یا خلافِ سنّت نہیں کہا جاسکتا، لہٰذا اگر کسی وجہ سے کھانے کیلئے زمین پر دستر خوان بچھانے کے

(جاری ہے۔۔۔)

بجائے کھانا میز یا ٹیبل پر رکھ کر کھالیا جائے تو وہ نہ ممنوع ہے نہ مکروہ، اور اسے خلافِ سنت بھی نہیں کہہ سکتے، اس کی دلیل یہ ہے کہ مذکورہ بالا حدیث کے راوی حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بھی اس "خوان" کا استعمال ثابت ہے، چنانچہ سنن ابن ماجہ (باب الرقاق) میں روایت ہے:

حدثنا قتادة قال كنا نأتي أنس بن مالك (قال إسحاق وخبازه قائم . وقال الدارمي وخوانه موضوع) فقال يوما كلوا . فما أعلم رسول الله صلى الله عليه و سلم رأى رغيفا مرققا بعينه حتى لحق بالله . ولا شاة سميطا قط

(سنن ابن ماجه: ص 239 طبع قديمي كتب خانه)

ترجمہ:

حضرت قتادہ فرماتے ہیں کہ ہم حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے پاس آتے (اسحاق کی روایت میں ہے: اور ان کا روٹیاں پکانے والا کھڑا ہوتا تھا، اور دارمی کی روایت میں ہے اور ان کا "خوان" رکھا ہوا ہوتا تھا) پس حضرت انس رضی اللہ عنہ نے ایک دن فرمایا کھاؤ، (2) مجھے نہیں معلوم کہ رسول اللہ ﷺ نے کبھی باریک چپاتی اپنی آنکھ سے دیکھی ہو یا سالم بھنی ہوئی بکری دیکھی ہو یہاں تک کہ اللہ عزوجل سے جاملے۔

اس حدیث سے خود حضرت انسؓ سے "خوان" کا اور اُن چیزوں (باریک چپاتی، مسلّم بُھنی ہوئی بکری) کا استعمال ثابت ہو رہا ہے جو رسول اللہ ﷺ نے زندگی بھر میں کبھی استعمال نہیں فرمائیں، نیز مشہور تابعی ابو الشعثاء حضرت جابر بن زیدؒ سے بھی "خوان" کا استعمال ثابت ہے چنانچہ مصنف ابن ابی شیبہ میں روایت ہے:

عن سلام بن مسكين ، قال : دخلت على جابر بن زيد وهو يأكل على خوان خلنج. (مصنف ابن أبي شيبة – ترقيم عوامة – 12/ 435 ط:ادارة القرآن)

ترجمہ:

سلام بن مسکین کہتے ہیں کہ میں حضرت جابر بن زیدؒ کے پاس گیا اور وہ خلنج (3) درخت کی لکڑیوں سے بنے ہوئے "خوان" پر کھا رہے تھے۔

(جاری ہے ---)

---

(2): ابن ماجہ کے حاشیہ میں لکھا ہے: وفيه اشارة الى ان المرقق و المسموط كان حاضرا عند انس حيث قال كلوا.انتہی یعنی حضرت انسؓ کے پاس یہ چیزیں موجود تھیں تبھی تو کھانے کا فرمایا۔

(3): (خلنج) الخَلَنْجُ شجر فارسي مُعَرَّبٌ تتخذ من خشبه الأواني (لسان العرب - 261/2)

معلوم ہوا کہ نبی کریم ﷺ کا "خوان" کو استعمال نہ کرنا اس کے ممنوع یا مکروہ ہونے کی دلیل نہیں ہے ورنہ حضرت انس (جو سفر و حضر کے خادم اور ساتھ رہنے والے تھے) اور حضرت جابر بن زید ہرگز اس کو استعمال نہ فرماتے۔

ہماری اس بات کی تائید امام غزالیؒ کی درج ذیل عبارت سے بھی ہوتی ہے:

واعلم أنا وإن قلنا الأكل على السفرة أولى فلسنا نقول الأكل على المائدة منهي عنه نهي كراهة أو تحريم إذ لم يثبت فيه نهي وما يقال إنه أبدع بعد رسول الله صلى الله عليه وسلم فليس كل ما أبدع منهيا، بل المنهي بدعة تضاد سنة ثابتة وترفع أمرا من الشرع مع بقاء علته بل الإبداع قد يجب في بعض الأحوال إذا تغيرت الأسباب وليس في المائدة إلا رفع الطعام عن الأرض لتيسير الأكل وأمثال ذلك مما لا كراهة فيه.............وأما المائدة فتيسير للأكل وهو أيضا مباح ما لم ينته إلى الكبر والتعاظم

(إحياء علوم الدين 2 /6 مکتبہ حقانیہ پشاور)

امام غزالیؒ کی عبارت کا حاصل یہ ہے کہ:

"اگرچہ دستر خوان پر کھانا زیادہ بہتر ہے لیکن اس کے باوجود مائدہ ([4]) وغیرہ پر کھانے کو مکروہ تحریمی یا تنزیہی نہیں کہا جا سکتا، کیونکہ اس کی ممانعت کہیں ثابت نہیں، البتہ اتنی بات ہے کہ اس کا استعمال حضور ﷺ کے بعد شروع ہوا ہے، لیکن ہر نئی ایجاد شدہ چیز ممنوع نہیں ہوتی، بلکہ ایسی بدعت ممنوع ہے جو سنت کے مقابلے میں ہو اور کسی حکم شرعی کو اس کی علت کے باقی رہتے ہوئے ختم کر دے، اور مائدہ وغیرہ پر کھانے میں صرف اتنا ہی ہوتا ہے کہ کھانے کو زمین سے اونچا کر لیا جاتا ہے تاکہ کھانے میں سہولت رہے، لہٰذا اس طرح کے مائدہ کا استعمال اگر تکبر کی نیت سے نہ ہو تو مباح ہے"۔ (انتهى كلام الامام الغزالیؒ)

لہٰذا اگر کسی وجہ سے میز یا ٹیبل وغیرہ پر کھانا پڑے اور تکبر و تفاخر مقصود نہ ہو بلکہ محض کھانے کے انتظام میں سہولت کی نیت سے اسے استعمال کیا جائے تو اس کو گناہ یا خلافِ سنت نہیں کہا جا سکتا، اور نہ ہی میز وغیرہ پر

(جاری ہے ---)

([4]) : "مائدہ" اگرچہ "دستر خوان" کو کہتے ہیں، لیکن یہاں بظاہر اس سے مراد "خوان" ہی ہے، کیونکہ آگے اسی عبارت میں امام غزالیؒ نے "مائدہ" کے استعمال کی وجہ جواز کو بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ "مائدہ کے استعمال کا مقصد کھانا اونچا کر کے کھانے میں سہولت حاصل کرنا ہوتا ہے"، اور ظاہر ہے کہ یہ مقصد "خوان" میں پایا جاتا ہے، دستر خوان میں نہیں۔

کھانے والے کو تنقید کا نشانہ بنایا جاسکتا ہے، کیونکہ جو امر شرعاً غیر منکر ہو اس پر نکیر کرنا خود منکر ہے۔

جامعہ دار العلوم کراچی میں ٹیبل پر کھانے کی ترتیب اسی لئے بنائی گئی ہے کہ اتنی کثیر تعداد میں طلبہ کیلئے فرش پر کھانے کا انتظام کرنا، دریاں اور چاندنیاں بچھانا، پھر ان پر دستر خوان بچھانا، پھر انہیں صاف ستھرا رکھنے میں وقف مال کا خرچ بہت زیادہ تھا اور عملی طور پر بہت سی مشکلات کا سامنا تھا، اس لئے کام میں سہولت کی خاطر مذکورہ طریقہ اختیار کیا گیا ہے۔

یہاں اس بات کی وضاحت بھی مناسب ہے کہ میز یا ٹیبل پر کھانے کے بارے میں عام طور سے یہ کہا جاتا ہے کہ یہ غیروں کا طریقہ ہے اور اس میں کفار و فساق کے ساتھ تشبہ پایا جاتا ہے، لیکن یہ بات اس وقت تو درست تھی جب کھانے کیلئے میز وغیرہ کا استعمال یہود و نصاریٰ کے ساتھ مخصوص تھا، یہی وجہ ہے کہ ہمارے اکابرؒ کے فتاویٰ میں میز وغیرہ پر کھانے کو تشبہ کی وجہ سے ممنوع لکھا ہے، لیکن اب ہمارے زمانے میں اس کا رواج مسلمانوں میں بھی اس قدر عام ہو گیا ہے کہ اب یہ کسی قوم یا مذہب کے ساتھ مخصوص نہیں رہا، اس لئے اب اس کو تشبہ کی وجہ سے بھی ممنوع نہیں کہہ سکتے، بالخصوص جبکہ میز وغیرہ کے استعمال میں غیروں کے ساتھ مشابہت اختیار کرنا مقصود بھی نہ ہو۔

اس سے متعلق فقہاء و محدثین کی کچھ عبارات درج ذیل ہیں:

(۱)۔حاشیة ابن عابدین – (1 / 103) (مطلب في السنة وتعريفها)

والسنة نوعان: سنة الهدي، وتركها يوجب إساءة وكراهية كالجماعة والأذان والإقامة ونحوها. وسنة الزوائد، وتركها لا يوجب ذلك كسير النبي – عليه الصلاة والسلام – في لباسه وقيامه وقعوده. والنفل ومنه المندوب يثاب فاعله ولا يسيء تاركه، قيل: وهو دون سنن الزوائد........ أقول: فلا فرق بين النفل وسنن الزوائد من حيث الحكم؛ لأنه لا يكره ترك كل منهما، وإنما الفرق كون الأول من العبادات والثاني من العادات .

(۲)۔البحر الرائق – (1 / 29)

المواظبة لا تفيد السنية إلا إذا كانت على سبيل العبادة وأما إذا كانت على سبيل العادة فتفيد الاستحباب والندب لا السنية كلبس الثوب والأكل باليمين

(جاری ہے ---)

(۳)۔ شرح صحیح البخاری لابن بطال – (468/9)

أكل المرقق مباح ولم يجتنب النبي عليه السلام أكله إلا زهدا في الدنيا وتركا للتنعيم وإيثارا عند الله كما ترك كثيرا مما كان مباحا له وكذلك الأكل على الخوان مباح أيضا

و هكذا فی فتح الباری(337/11) ایضا

(۴)۔ تحفة الأحوذي – (398/6)

قال التوربشتي الخوان الذي يؤكل عليه معرب والأكل عليه لم يزل من دأب المترفين وصنيع الجبارين لئلا يفتقروا إلى التطاطؤ عند الأكل

(۵)۔ تفسير القرطبي – (345/5)

قال الترمذي أبو عبد الله : الخوان هو شيء محدث فعلته الأعاجم وما كانت العرب لتمتهنها وكانوا يأكلون على السفر

(۶)۔ عمدة القاري شرح صحيح البخاري:(395/14 ط:دارالفكر) (باب الخبز المرقق والأكل على الخوان والسفرة)

قوله على الخوان بكسر الخاء المعجمة وهو المشهور وجاء ضمها وفيه لغة ثالثة إخوان بكسر الهمزة وسكون الخاء وهو معرب.......والأكل على الخوان من دأب المترفين وصنع الجبابرة قلت ليس فيما ذكر كنه بيان هيئة الخوان وهو طبق كبير من نحاس تحته كرسي من نحاس ملزوق به طوله قدر ذراع يرص فيه الزبادي ويوضع بين يدي كبير من المترفين ولا يحمله إلا اثنان فما فوقهما

(۷)۔ فتح الباري لابن حجر:(663/9 ط:مصر) (باب الخبز المرقق والأكل على الخوان والسفرة)

قوله : (كنا عند أنس وعنده خباز له) لم أقف على تسميته ووقع عند الإسماعيلي عن قتادة ''كنا نأتي أنسا وخبازه قائم'' زاد بن ماجة ''وخوانه موضوع'' فيقول: كلوا وفي الطبراني من طريق راشد بن أبي راشد قال كان لأنس غلام يعمل له النقانق(5) ويطبخ له لونين طعاما ويخبز له الحواري ويعجنه بالسمن اه والحواري بضم المهملة وتشديد الواو وفتح الراء الخالص الذي ينخل مرة بعد مرة

(جاری ہے ---)

---

(5): والنقنق بالكسر : الظليم، والجمع النقانق. (الصحاح في اللغة للجوهري- 247/4)

والظليم : الذكر من النعام (القاموس المحيط -1046/1) النقنق : نرشتر مرغ ج : نقانق (القاموس الوحيد- 1703/2)

(۸)ـ إحياء علوم الدين – (2 /6 ط:مكتبه حقانيه پشاور)

القسم الأول في الآداب التي تتقدم على الأكل وهي.....الثالث أن يوضع الطعام على السفرة الموضوعة على الأرض فهو أقرب إلى فعل رسول الله صلى الله عليه وسلم من رفعه على المائدة كان رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا أتى بطعام وضعه على الأرض فهذا أقرب إلى التواضع فإن لم يكن فعلى السفرة فإنها تذكر السفر ويتذكر من السفر سفر الآخرة وحاجته إلى زاد التقوى.....الى قوله..... واعلم أنا وإن قلنا الأكل على السفرة أولى فلسنا نقول الأكل على المائدة منهي عنه نهي كراهة أو تحريم ...... وأما المائدة فتيسير للأكل وهو أيضا مباح ما لم ينته إلى الكبر والتعاظم.....

واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم بالصواب

محمد حذیفہ عفا اللہ عنہ

دار الافتاء جامعہ دار العلوم کراچی

۳۔ محرم الحرام ۔ ۱۴۳۵ھ

۹۔ نومبر ۲۰۱۳ء

الجواب صحیح
بندہ محمد تقی عثمانی عفی عنہ

الجواب صحیح
محمد رفیع عثمانی عفا اللہ عنہ